رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

خطبہ نمبر ۲۳

الفضل

قادیان

یوم شنبہ

جلد	۲۱ ماہ تبوک ۱۳۲۵ ہش	۲۴ شوال ۱۳۶۵ھ	۲۱ ستمبر ۱۹۴۶ء	نمبر ۲۲۱

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۰ ماہ تبوک۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸½ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو پاؤں میں درد کی شکایت ہے۔ اور طبیعت بھی ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

مولوی عبدالرحیم صاحب ابن حضرت مولوی شیر علی صاحب عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور امرتسر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ کمزوری دل بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

خطبہ جمعہ

بظاہر آنیوالے دن ہماری جماعت کیلئے زیادہ خطرناک اور زیادہ قربانیوں کا مطالبہ کرنیوالے ہونگے

ہر احمدی کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسکی جان مال غرضیکہ سب کچھ اسلام کے لئے وقف ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۳ ستمبر ۱۹۴۶ء

مرتبہ:- مولوی عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:- زمانہ کے حالات بسرعت بدل رہے ہیں۔ اور

ہر آنے والا تغیر

ہماری جماعت کے لئے زیادہ سے زیادہ مشکلات پیدا کرنے والا معلوم ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت فرمائی۔ تو بظاہر حالات یہ تبدیلی مقام اپنے اندر بہت سے خطرات رکھتا تھا۔ لیکن مسلمانوں کی قربانیاں اور اخلاص مل کر اللہ تعالےٰ کے فضل کے جاذب ہوئے۔ اور وہی چیز جو بظاہر ایک تکلیف دہ اور مصائب نظر آتی تھی وہی آرام اور راحت کا موجب بنی اور وہی چیز جو ناکامی اور نامرادی کا ذریعہ نظر آتی تھی۔ وہی

اسلام کی ترقی

اور مسلمانوں کی کامیابی کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ مکہ والوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا۔ گو وہ اپنے قتل کے منصوبوں میں ناکام رہے لیکن وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکہ چھوڑ جانے کو بھی اپنی فتح ہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مدینہ تشریف لے جانے کے بعد

مکہ والوں نے

مسلمانوں پر اس طرح ظلم کرنا چھوڑ دیا۔ جس طرح وہ پہلے کیا کرتے تھے۔ اور تین چار ماہ مسلمان اس قسم کی تکلیفوں سے بچے رہے۔ کیونکہ مکہ والے سمجھتے تھے۔ کہ ہم نے محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو نعوذ باللہ ختم کر دیا ہے۔ لیکن جب مکہ والوں نے دیکھا۔ کہ جس چیز کو ہم اپنے لئے فتح سمجھتے ہیں۔ وہ دراصل ہماری شکست بن رہی ہے۔ اور وہ چیز جسے ہم نے محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کے لئے

ناکامی اور نامرادی

کا باعث سمجھا تھا۔ وہ حقیقت میں ان کے لئے کامیابی اور بامرادی کا ذریعہ بن گئی ہے۔ اور وہ شخص جسے ہم نے گھر سے بے گھر اور بے در کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ تو بہت سے گھروں کا مالک ہو گیا ہے۔ تو مکہ والوں میں

نئے سرے سے جوش

پیدا ہوا۔ اور انہوں نے پھر مسلمانوں کو دکھ اور عذاب دینے شروع کر دیئے۔ پس وہ چیز جسے دشمنوں نے مسلمانوں کی ناکامی اور نامرادی کا ذریعہ سمجھا تھا وہی ان کیلئے کامیابی اور بامرادی کا ذریعہ بن گئی۔ اور وہی تکلیفیں اور دکھ مسلمانوں کے لئے راحت و آرام کا موجب بن گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کے دشمنوں نے جلانے کی کوشش کی۔ اور وہ یہی سمجھتے تھے۔ کہ آج ابراہیمؑ کو آگ میں جلا کر ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ لیکن وہ اپنی اس کوشش میں بالکل ناکام رہے۔ اور وہی آگ عوام الناس کے خیالات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار بن گئی۔ اور ہمارے نزدیک

یہ معجزہ اس طور پر رونما ہوا

کہ دشمن بڑی کوشش سے آگ جلاتے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ جھٹ تیز ہوائیں چلا دیتا تھا۔ جو اس آگ کو بجھا دیتی تھیں یا اللہ تعالےٰ بادل بھیج دیتا تھا۔

ایڈیٹر:- رحمت اللہ خان شاکر

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

ہو آکر زور سے برستے تھے اور آگ کو بجھا دیتے تھے۔ وہ اجتماع اس لئے ہوا تھا۔ کہ لوگ دیکھیں کہ ابراہیمؑ کس طرح جلتا ہے۔ بادشاہ اور اس کے امراء اور وزراء اور عوام الناس کا ہزاروں لاکھوں کا مجمع جمع ہو گیا۔ کہ وہ دیکھیں کہ ابراہیمؑ کس طرح جلتا ہے۔ لیکن وہاں انہوں نے کچھ اور ہی نظارہ دیکھا۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ لکڑیوں کا ایک بہت بڑا الاؤ حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ لوگ لکڑیوں کو آگ لگاتے ہیں۔ جب وہ آگ بھڑکنے لگتی ہے۔ تو

تیز ہوائیں یا تیز بادل

آکر برستے ہیں۔ اور اس آگ کو بجھا دیتے ہیں۔ گویا اس دن زمین و آسمان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ بادشاہ اور امراء و وزراء آ گئیں لا لا کر ان لکڑیوں کو لگاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے کبھی ہواؤں کے ذریعہ اور کبھی بارش کے ذریعہ اس آگ کو بجھا دیتے تھے۔ گویا زمین و آسمان آپس میں لڑ رہے تھے اہل زمین جن میں بادشاہ اور اس کے امراء اور وزراء اور فوجیں شامل تھیں۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی فوجیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بچانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اور زمین و آسمان میں صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی وہ شخص تھے۔ جو فارغ بیٹھے اس تماشہ کو دیکھ رہے تھے۔ غرض وہی چیز جسے دشمن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذلت اور رسوائی کا موجب سمجھتے تھے۔ وہی آپ کے لئے

عظیم الشان نشان

بنی اور بے ایمانی اور کفر کو مٹانے اور آپ کے ماننے والوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب بنی۔ آپ کے ماننے والے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال سے آپ کے اس معجزہ کو پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت ہمیں جو مشکلات درپیش ہیں۔ میں ان کے متعلق نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ ہمارے لئے کامیابی کا موجب ہونگی یا ناکامی کا باعث بنیں گی۔ نتائج تو خدا تعالیٰ کے پاس ہیں۔ ظاہر کو دیکھتے ہوئے یہی نظر آتا ہے۔ کہ یہ مشکلات اور یہ مصائب

احمدیت کے رستے میں روکیں

پیدا کریں گے۔ خواہ دیدہ و دانستہ طور پر روکیں پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ لیکن قدرتی طور پر روکیں پیدا ہوتی نظر آتی ہیں۔ اور ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے لوگوں کی توجہ تحقیق حق کی طرف سے ہٹ جانے کا خطرہ ہے۔ میں نے پچھلے خطبہ میں بتایا تھا۔ کہ ہمارا کام ساری قوموں سے جداگانہ ہے۔ اور بعض لحاظ سے کوئی قوم ایسی نہیں۔ جس کی مشکلات ہمارے جیسی ہوں۔ اور بعض لحاظ سے ہماری جماعت کو ابھی تک وہ قربانیاں نہیں کرنی پڑیں۔ جو

پہلے انبیاء کی جماعتوں کو

کرنی پڑی تھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جماعت کو تیرہ سال مکہ میں اور آٹھ نو سال تک مدینہ میں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد بھی وہ لوگ قربانی کے تنوروں میں جھونکے گئے۔ آپ کی وفات کے بعد بارہ تیرہ سال تک مسلمان سخت مصائب میں مبتلا رہے۔ جس قسم کی قربانیاں آپ کے صحابہ رضؓ نے پیش کیں۔ اس قسم کی قربانیاں ہم نے پیش نہیں کیں۔ اور جس قسم کے مصائب ان لوگوں پر نازل کئے گئے۔ اور جس قسم کی تکلیفیں ان لوگوں نے برداشت کیں۔ وہ تکلیفیں ہمیں پیش نہیں آئیں۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ ہماری جماعت

چندے میں بہت حد تک باقاعدہ

ہے۔ اور ہماری جماعت کے بہت سے افراد ایسے ہیں۔ جنہوں نے احمدیت کی خاطر گالیاں سنیں اور بہت سے افراد ایسے ہیں جنہوں نے احمدیت کی خاطر ماریں کھائیں۔ اور بعض افراد ایسے بھی ہیں۔ جو قتل کر دیئے گئے۔ لیکن پھر بھی ہماری قربانیاں اس معیار سے بہت نیچے ہیں۔ جس پر صحابہ رضؓ کی قربانیاں تھیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ صحابہ رضؓ کے لئے باقاعدہ چندے کا حکم نہیں تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں چندہ دینے کی توفیق تو تھی۔ مگر اس کے باوجود ان کے لئے باقاعدہ چندے کا حکم نہ تھا۔ بلکہ اصل وجہ یہ تھی۔ کہ صحابہ رضؓ کے سارے مال لوٹ لئے گئے تھے۔ آخر زکوٰۃ تو اسی شخص پر واجب ہے۔ جس کے پاس کچھ ہو۔ لیکن صحابہ رضؓ کی جائیدادیں اور ان کے اموال تو اللہ تعالیٰ کے رستے میں ان سے لے لئے گئے تھے۔ اس کے باوجود ان کے دلوں میں

مالی قربانی کی اتنی شدید خواہش

ہوتی تھی۔ کہ ان واقعات کو پڑھ کر انسان کا دل ہاتھوں سے نکلتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح مکہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل کے لئے ایک اجنبی جگہ تھی۔ اسی طرح مدینہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے لئے اجنبی جگہ تھی۔ جس طرح مکہ پر حضرت ابراہیم کی نسل کو حکومت ملی۔ اسی طرح مدینہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھیوں کو حکومت ملی۔ حضرت اسماعیلؑ کے پوتے جو اس علاقہ کے رئیس کے داماد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس ملک کا حاکم بنا دیا۔ حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا۔ کہ بنو اسماعیل کی اصل ساکنین مکہ سے لڑائی ہو گئی۔ اور مکہ کی بادشاہت حضرت اسماعیل کی نسل کو مل گئی۔ اور یہ حکومت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے سے پہلے تک چلی آئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دادا کے بعد آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آئی۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نصرت اور مدد کرنے کی وجہ سے آپ کے چچا

آمدنی کے ذرائع سے محروم

ہو گئے۔ لیکن آپ کے دادا عبد المطلب کے متعلق عرب تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ ایک مالدار آدمی تھے۔ لیکن ابو طالب غریب ہو گئے تھے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہمدردی رکھنے کی وجہ سے ان کی قوم نے ان سے تعاون کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اور حضرت علی رضؓ ابو طالب کے بیٹے تھے۔ اس زمانہ میں ریاست اس قسم کی نہ تھی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو ارشادات

(۱) ماہ اکتوبر میں ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا جائے

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۳ر ستمبر کو مجلس علم و عرفان میں احباب جماعت کو ارشاد فرمایا کہ موجودہ پرخطر ایام اور ہولناک مصائب کے دنوں میں ماہ اکتوبر ۱۹۴۶ء کی ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا جائے۔ اور بکثرت دعائیں کی جائیں۔ تا اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کو موجودہ خطرات سے محفوظ رکھے۔ نیز حضور نے فرمایا۔ جن دوستوں کے فرضی روزے رہ گئے ہوں۔ وہ انہیں فرضی روزے بھی شمار کر سکتے ہیں۔ ضرورت یہ ہے کہ اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۲) احباب قادیان تبلیغ کیلئے ایک ماہ وقف کریں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۲ر ستمبر کو مجلس علم و عرفان میں یہ ارشاد فرمایا کہ قادیان کے احمدی احباب مرکز سلسلہ کو مضبوط کرنے کے لئے دس سال میں کم از کم ایک ماہ تبلیغ کے لئے ضرور وقف کریں۔ انہیں قادیان کے گرد و نواح کے چند دیہات میں ایک خاص سکیم کے ماتحت تبلیغ کے لئے بھیجا جائے گا۔ تمام احباب اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس جہاد میں شامل ہونے کے لئے اپنے نام پیش کریں۔

جو نسلاً بعد نسلاً ایک ہی حالت میں رہے۔ بلکہ جس طرح پٹھانوں کے آزاد قبائل کے سردار ہوتے ہیں۔ اسی قسم کے یہ لوگ سردار ہوتے تھے۔ اور کوئی خاص قانون رائج نہ تھا۔ کہ جس کی پابندی کی جائے۔ بلکہ تعاون کی حکومت تھی۔ قانون کی حکومت نہ تھی۔ لیکن اسلام لے آنے کی وجہ سے ان لوگوں کی حالت ایسی ہو چکی تھی۔ کہ حضرت علی رض فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چندے کی تحریک فرمائی۔ میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی۔ کہ میں بھی اس میں حصہ لوں۔ لیکن پاس کچھ نہیں تھا۔ میں باہر نکل گیا۔ اور باہر جا کر ایک زمیندار سے میں نے فیصلہ کیا۔ کہ میں تیرے کھیت کو پانی دیتا ہوں۔ تم مجھے اسکے عوض میں کچھ غلہ دے دینا۔ چنانچہ اس نے

تین مٹھی جَو

دینے کا وعدہ کیا۔ حضرت علی رض فرماتے ہیں میں ایک پہر یا دوپہر تک اس کے کھیت کو پانی دیتا رہا۔ جب میں پانی دے چکا۔ تو اس نے مجھے تین مٹھی جَو دیئے۔ جو میں نے لا کر چندے میں دے دیئے۔ تو وجہ یہ نہ تھی کہ صحابہ رض میں باقاعدہ چندے دینے کا رواج نہ تھا۔ بلکہ ان کے پاس چندہ دینے کے لئے مال ہی نہ تھا۔ ورنہ ہمارے مذہب میں چندے کی اتنی اقسام ہیں کہ کوئی قوم ہمارے ساتھ لگا نہیں کھا سکتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بے شک کسی بڑی جائداد کے مالک نہ تھے۔ لیکن حضرت خدیجہ ایک مالدار عورت تھیں۔ انہوں نے نکاح کے بعد تمام مال رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر کر دیا تھا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ مکہ کے بڑے بڑے امراء بھی ایسے ہی ہونگے جیسے گاؤں کے امراء ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے۔ مکہ میں بڑے بڑے مالدار لوگ بھی تھے۔ ان کے مالدار ہونے کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ فتح مکہ کے بعد جنگ حنین کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے ایک کافر رئیس سے

تیس ہزار درہم قرض

لئے۔ اور کئی ہزار نیزہ قرض لیا۔ اور اسی شخص سے کئی سو زرہیں قرض لیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کوئی لکھ پتی آدمی تھا۔ اور ہمارے اس زمانہ کے لحاظ سے کروڑ پتی تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں روپے پیسے کی بہت قدر تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے۔ کہ مجھے ایک بڈھے سکھ نے سنایا کہ اس نے

آٹھ آنے میں گائے

خریدی تھی۔ اور مجھے بھی اچھی طرح یاد ہے کہ ہمارے بچپن کے زمانہ میں مہینہ بھر کی صفائی کی اجرت خاکروب کو چار یا آٹھ آنہ دی جاتی تھی۔ اور اب ایک بوری ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھوانی جائے۔ تو مزدور اس کی مزدوری آٹھ آنے مانگتے ہیں۔ لیکن اس وقت خاکروب آٹھ آنے خوشی سے لے لیتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ غلہ اور دوسری کھانے پینے کی چیزیں بہت سستی تھیں۔ ایک روپے کا

دس پندرہ من غلہ

اور چار پانچ سیر گھی آ جاتا تھا۔ ایک روپیہ کا ڈیڑھ سیر تو میری ہوش میں بھی تھا۔ جب چار پانچ سیر روپے کا گھی سیر ڈیڑھ سیر ہو گیا۔ تو لوگوں میں شور مچ گیا۔ کہ گھی کا قحط پڑ گیا ہے۔ لیکن اب پانچ روپے سیر بک رہا ہے۔ پس

آج کل رُپے کی قیمت

اس وقت کے ایک آنے سے بھی کم ہے۔ اس لحاظ سے ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جس کے پاس اس وقت ایک لاکھ روپیہ تھا۔ آج کل کے لحاظ سے اس کے پاس بیس پچیس لاکھ روپیہ تھا۔ حضرت خدیجہ بھی ان لوگوں میں سے تھیں جو کہ مکہ میں مالدار سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے اپنی تمام جائداد اور روپیہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا۔ اس کے علاوہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ مکان وغیرہ ورثہ میں بھی ملے تھے۔ لیکن

ہجرت کرنے کی وجہ سے

وہ سب آپ کو چھوڑنے پڑے جب مکہ فتح ہوا تو صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس مکان میں ٹھہرینگے۔ آپ نے جو جواب دیا وہ ایسا دردناک تھا۔ کہ اسکو پڑھ کر انسان کو معلوم ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے ساتھیوں کو کس قدر مالی قربانیاں کرنی پڑیں۔ آپ نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی جگہ مکہ میں چھوڑی ہے کہ ہم اس میں ٹھہریں (عقیل حضرت علی رض کے بڑے بھائی تھے۔) ہمارے خیمے وہاں لگاؤ جہاں کفار مکہ نے قسمیں کھائی تھیں۔ کہ ہم محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کو تباہ کر دینگے۔

کتنی بڑی قربانی

ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کی۔ ہمارے چندے ان قربانیوں کے مقابل پر کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ پھر انصار کی قربانیوں کا تصور تو کرو۔ کہ وہ کس قدر شاندار تھیں۔ جب صحابہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین و انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ یعنی ایک ایک انصاری کو ایک ایک مہاجر کا بھائی بنا دیا۔ جب رسول کریم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کو بھائی بھائی بنا دیا۔ تو انصار نے اس بات پر اصرار کیا کہ یا رسول اللہ جب مہاجرین ہمارے بھائی بن گئے ہیں۔ اور ان کے پاس گزارے کی کوئی صورت نہیں تو آپ ہماری جائدادیں برابر برابر ہم میں بانٹ دیں۔ آخر ایک بھائی کو دوسرے بھائی کی جائداد سے حصہ ملنا چاہیئے آپ کیوں ہماری جائدادیں ہمارے درمیان تقسیم نہیں کر دیتے۔ [illegible] ہجرت کا جذبہ ہے جو انصار نے مہاجرین کے لئے [illegible] کیا۔ ہمارے یہاں

جلسہ سالانہ کے لئے

سال کے بعد چند دنوں کے لئے مکانوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے باہر سے آنے والے دوست سینکڑوں اور ہزاروں میلوں کا سفر طے کر کے آتے ہیں کوئی مدراس سے آتا ہے۔ کوئی بمبئی سے آتا ہے۔ کوئی کلکتہ سے آتا ہے۔ اور بعض دوست ایسے ہوتے ہیں۔ جو بیرون ہند سے جلسہ سالانہ کے لئے آتے ہیں۔ یہ تمام لوگ سینکڑوں روپیہ خرچ کر کے قادیان آتے ہیں۔ لیکن ہمارے لوگوں میں اتنا اخلاص اور اتنی محبت بھی نہیں ہوتی۔ کہ وہ سارا مکان نہیں بلکہ

مکان کا کچھ حصہ

چند دنوں کے لئے خالی کر دیں۔ کہ آؤ بھائی ہمارے ہاں ٹھہرو۔ اور پانچ سات دن ہمارے ہاں آرام کرو۔ بجائے اسکے کسی محبت کے جذبہ کا اظہار کریں۔ اکثر لوگ جلسہ سالانہ کے منتظمین کو جواب دے دیتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس کسی مہمان کو ٹھہرانے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اور بعض کہدیتے ہیں کہ ہمارے اپنے رشتہ دار آنے والے ہیں۔ کوئی کچھ بہانہ بناتا ہے اور کوئی کچھ بہانہ بناتا ہے۔ مگر انصار کی قربانی کو دیکھو کہ

انصار بار بار اصرار

کرتے تھے کہ یا رسول اللہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہمارا بھائی ہماری جائداد میں حصہ دار نہ ہو۔ کیا بھائی حصہ نہیں لیا کرتے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جائدادیں تقسیم کرنے کی اجازت نہ دی۔ تو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ کم سے کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ ان جائدادوں سے ہمیں جو آمدنیں ہوں۔ آپ وہی ہمارے درمیان تقسیم کرا دیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی اجازت نہ دی جب اسکی بھی اجازت نہ ملی۔ تو

انصار کے اخلاص اور محبت

نے ایک اور راہ نکالی [illegible]

کہ ہر مرنے والا انصاری اپنے مہاجر بھائی کے حق میں وصیت کر جاتا تھا۔ کہ عرب دستور میں جو حصہ بھائی کو ملتا ہے۔ میری جائیداد میں سے اتنا حصہ میرے مہاجر بھائی کو دیا جائے۔ اور یہ طریق جاری رہا۔ تا وقتیکہ اللہ تعالےٰ نے اس طریق سے منع نہ فرمادیا۔ انصار نے کوئی راہ مجبور کرنے کا چھوڑا نہیں۔ انہوں نے ہر طرح کوشش کی۔ کہ ہمارا مہاجر بھائی ہمارے مال اور ہماری جائیداد میں شریک ہو جائے۔ پھر

ہماری وطن کی قربانی

بھی اس رنگ کی نہیں۔ جیسی صحابہؓ کی تھی۔ قادیان میں بے شک ایسے مخلصین بھی ہیں۔ جن کو اپنے وطنوں میں ہر قسم کا آرام اور ہر قسم کی سہولت کے سامان میسر تھے اور وہاں ان کی زندگی بہت آرام سے گذرتی تھی۔ لیکن انہوں نے وطن کو اس لئے چھوڑا۔ تا کہ وہ خدا کے نبی کے جوار میں رہ کر زیادہ سے زیادہ اپنے نفسوں کو پاک کر سکیں۔ لیکن

ایک کافی تعداد ایسے لوگوں کی

بھی ہے۔ کہ جب ان سے پوچھا جائے گا۔ کہ آپ نے کیوں ہجرت کی، تو وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ وہاں بہت تکلیفیں تھیں۔ اور ہمارے لئے ان تکالیف میں رہنا مشکل تھا۔ اس لئے ہجرت کر لی ہے۔ یا بعض لوگ یہ جواب دیں گے۔ کہ وہاں ہمارے لئے گذارے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اور یہاں گذارے کی دقت نہیں رہی۔ گویا ایسے لوگ یا تو تکلیفوں سے بچنے کے لئے یا گزارے کے لئے قادیان آ گئے ہیں۔ ان کے مدنظر کوئی قربانی نہ تھی۔ مگر صحابہؓ میں سے تمام کے تمام ایسے تھے جو دین کی خدمت اور دین کے رستہ میں قربانی کر کے آئے تھے۔ چنانچہ درجنوں آدمی ایسے تھے۔ جو مسجد میں ہی پڑے رہتے تھے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وفات تک پڑے رہے تاکہ جب کبھی بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو کسی خدمت کی ضرورت ہو۔ تو ہم اس وقت حاضر ہوں۔ ایسے لوگوں کی تعداد پچاس سے ڈیڑھ سو دو سو۔

تک بیان کی جاتی ہے۔ یہ لوگ محض اس لئے مسجد میں پڑے رہتے تھے۔ کہ جب بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو کوئی ضرورت پیش آئے۔ تو ہم وہ خدمت سرانجام دیں۔ اور ان لوگوں نے دس سال مدنی زندگی کے مسجد میں ہی گذار دیئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں بھوک کے مارے بے ہوش ہو جاتا تھا۔ لیکن مسجد سے باہر نہیں جاتا تھا۔

جانوں کی قربانی

میں ہمارے ہاں سید عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی مثال پیش کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ بھی چار پانچ شہادتیں افغانستان میں ہوئیں۔ اور ہندوستان میں اس قسم کی شہادت تو کوئی نہیں ہوئی۔ بعض ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ کہ دشمنوں نے کسی شخص کو احمدیت کی وجہ سے اس طرح مارا کہ وہ بعد میں مر گیا۔ اور گھروں سے نکالے جانے کی مثالیں بھی ہمارے ہاں ملتی ہیں۔ لڑکوں کو لاوارث کر دینے کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ لیکن اس رنگ کی نہیں۔ جس رنگ میں صحابہؓ گھروں سے نکلے تھے۔ جانی قربانی میں ہم میں اور صحابہؓ میں فرق نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ہم میں سے مرنے والا اس حسرت سے مرتا ہے۔ کہ کاش میں بھی نہ مرتا اور یہ کام بھی ہو جاتا۔ مگر صحابہؓ یہ کہتے تھے۔ کہ ہم کو مرنے دو۔ ہم تو مر جائیں۔ کام تو ہوتا ہی رہے گا۔ گویا وہ

موت کو خوشی اور راحت کا ذریعہ

سمجھتے تھے۔ اور اس خوشی سے جان دیتے تھے۔ کہ دیکھنے والا حیران ہو جاتا تھا۔ کہ ان کو ہو کیا ہے۔ لیکن ہماری جانی قربانیاں اس قسم کی نہیں۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس زمانہ کے لحاظ سے

دوسری تمام جماعتوں کے مقابلہ میں

ہماری جماعت دین کے لئے زیادہ قربانیاں کرتی ہے۔ چونکہ صحابہؓ نے جلد سے جلد شاندار قربانیاں پیش کیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کا فضل ان پر جلد نازل ہوا۔ اور بہت جلد کامیابی تک پہنچ گئے۔ لیکن ہماری قربانیاں آہستہ آہستہ ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے کامیابی کا وقت

ابھی آہستہ آہستہ آئے گا۔ صحابہؓ نے بہت جلد اپنے نفوس کو پاک کر لیا۔ الا ماشاء اللہ اس لئے وہ اللہ تعالےٰ کے انعامات کے جلدی حقدار بن گئے لیکن ہم ابھی اس معاملہ میں بہت پیچھے ہیں۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ مشکلات ضرور ہی ہمارے لئے ترقی کا موجب ہونگی۔ بلکہ بظاہر

جماعت کی سستیوں اور غفلتوں

کو دیکھتے ہوئے میں یہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ آنے والے دن زیادہ خطرناک ہوں گے اور زیادہ قربانیوں کا مطالبہ کرنے والے ہوں گے۔ انسان جتنی جلدی قربانیاں کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اتنی جلدی ہی اپنے فضلوں کو اس کے قریب لے آتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ ایک شخص چنوں کا ایک ایک دانہ کر کے کھاتا ہے۔ تو اس کا پیٹ گھنٹے میں جا کر بھرتا ہے۔ لیکن ایک اور شخص جو آدھے چھلکے کا ایک لقمہ بناتا ہے۔ اس کا پیٹ چند منٹ میں بھر جائیگا۔ صحابہؓ نے

جان۔ مال۔ عزت۔ آبرو اور وطن

کی قربانی کر کے اس پیمانہ کو جلدی بھر دیا۔ جو اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کا فضل بھی جلدی نازل ہوا۔ اب اگر ہم قطرہ قطرہ کر کے قربانی کریں گے۔ تو وہ پیمانہ مدتوں کے بعد بلکہ صدیوں کے بعد جا کر بھرے گا یا پھر تم اس کی مثال یوں سمجھ لو۔ کہ ایک شخص کسی مزدور سے یہ فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ تم اتنے گھڑے بھر دو۔ تو میں تمہیں اتنی اجرت دوں گا۔ اس مزدور نے بہت بڑی مشک لی۔ جس کے اٹھانے سے اسے سخت تکلیف پہنچتی تھی۔ اور بہت جلد پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ میں وہ سارے گھڑے بھر دیئے۔ اب وہ شخص پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ کے بعد اس

انعام کا مستحق

ہو گیا۔ جو اس کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن ایک اور انسان ہے۔ جس کو گھڑے بھرنے پر لگایا گیا۔ اس نے بجائے کوئی مشک وغیرہ لینے کے بچوں کے کھیلنے کی کٹوری لی۔ اور

پانی بھرنا شروع کیا۔ آدھ میل پر پانی تھا۔ وہ ایک کٹوری لاتا اور گھڑے میں ڈال جاتا۔ پھر دوسری کٹوری لینے جاتا۔ ممکن ہے کہ اس کے دوسری کٹوری لانے تک پہلا پانی گھڑا ہی چوس جائے۔ اور بالکل ممکن ہے۔ کہ اسے وہ گھڑے بھرنے میں کئی مہینے بلکہ کئی سال لگ جائیں۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ وہ ساری عمر میں بھی نہ بھر سکے۔ یہ شخص ساری عمر میں بھی ان گھڑوں کو نہ بھر سکے گا۔ لیکن پہلے شخص نے تکلیف برداشت کر لی۔ اور ایک بہت بڑی مشک لے کر پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ میں ان گھڑوں کو بھر دیا۔ اور اسے اس کا انعام آدھ گھنٹہ کے بعد مل گیا۔ بالکل اسی طرح ہمارے لئے یہ ممکن ہے کہ ہم

اپنی قربانیوں کو تیز کر کے

خدا کے انعاموں کے جلدی وارث بن جائیں۔ اور ہمارے لئے یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ہم قربانیاں کرنے میں دیر اور سستی سے کام لیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے انعامات کو پیچھے کرتے جائیں۔ بہرحال اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہم سے مشروط ہے ہم جتنی جلدی اپنی قربانیاں پیش کریں گے۔ اللہ تعالےٰ اتنی جلدی ہی اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اور ہم جتنی سستی سے کام لیں گے۔ اتنا ہی اللہ تعالےٰ کا وعدہ پیچھے ہٹتا جائے گا۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے نفسوں میں غور کرے۔ اور کسی فیصلے تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ اور اپنے دلوں کو قوی کر کے اور اپنے حوصلوں کو بلند کر کے قربانیوں کے اس رستہ کو اختیار کرے۔ جو جلد سے جلد ہمیں اللہ تعالےٰ کے فضلوں کا وارث بنا دے۔ ہمارا

قربانیوں کا موجودہ طریق

ایسا ہے۔ کہ اس کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس طرح وہ کام جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ صدیوں میں بھی ہو سکے گا یا نہیں۔ اگر ہم یہ خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ہم جلدی اس کام کو

کسر انجام دے لیں تو ہمیں

اپنے اندر غیر معمولی تبدیلی

پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسی تبدیلی کو ہم تو ہم غیر بھی محسوس کرنے لگیں۔ کہ اب یہ لوگ کچھ اور ہی بن گئے ہیں۔ جب تک یہ تبدیلی اور یہ تغیر تم اپنے اندر پیدا نہیں کرتے اسوقت تک تمہیں کسی عظیم الشان کامیابی کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ میرے نزدیک تو اکثر لوگ اس عہد کو ہی بھول جاتے ہیں جو انہوں نے بیعت کے وقت کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ اگر لوگوں کو اپنا عہد یاد ہوتا تو مجھے

وقف زندگی کا مطالبہ

کرنے کی کیا ضرورت تھی بیعت کے معنے ہی اپنے آپ کو بیچ دینے کے ہیں لیکن اگر ان باتوں کو نظر انداز بھی کر دیا جائے کہ عام لوگ اس عہد کو بھول جاتے ہیں تو پھر کم سے کم وہ لوگ جو اپنی زندگی وقف کرتے ہیں ان کو ہی بیعت کا مفہوم اور وقف زندگی کے معنے سمجھنے چاہئیں جب ایک شخص زندگی وقف کرتا ہے تو وہ خود یہ معاہدہ کرتا ہے کہ میں کسی

تنخواہ کا مستحق

نہیں ہوں گا۔ میں بھوکا رہوں گا۔ اگر مجھے پیدل چلنا پڑے گا تو پیدل چلوں گا۔ خواہ مجھے دنیا کے کناروں تک ہی کیوں نہ پیدل چلنا پڑے۔ آپ جہاں بھیجیں گے میں جاؤں گا۔ اور اگر اپنے خرچ پر جانے کے لئے کہا جائے گا تو اپنا خرچ کر کے جاؤں گا۔ یہ سب باتیں معاہدہ کرنے والا اچھی طرح پڑھتا اور سنتا ہے۔ اور ان پر دستخط کرتا ہے کہ یہ ساری شرائط مجھے منظور ہیں۔ لیکن جب اسے کام پر لگایا جاتا ہے تو کچھ دنوں کے بعد اس کا خط آجاتا ہے کہ آپ نے مجھے فلاں جگہ پر بھیجا تھا۔ یہاں مجھے روٹی پانی کی بہت تکلیف ہے۔ میں گھر جا رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے۔ آپ جیسے رحیم کریم انسان سے یہی امید ہے کہ آپ ضرور معاف فرمائیں گے۔ حیرت آتی ہے کہ یہ لوگ کس طرح خیال کرتے ہیں کہ باوجود ان حالات کے کام صحیح طور پر ہوتا چلا جائیگا جب اینٹیں ہی نہیں ہوں گی تو معمار عمارت کیسے بنائے گا۔ جب کپڑا ہی نہیں ہوگا تو درزی کیسے سیئے گا۔ جب آٹا ہی نہیں ہوگا تو روٹی کیسے پکے گی۔ اگر آٹے کے بغیر روٹی نہیں پک سکتی۔ اگر کپڑے کے بغیر درزی کوئی لباس تیار نہیں کر سکتا۔ اگر اینٹوں کے بغیر معمار عمارت نہیں بنا سکتا۔ تو خلفاء اور آئمہ

آدمیوں کے بغیر

کس طرح کام چلا سکتے ہیں؟ جب تم میں سے ایک حصہ انسان کہلانے کا ہی مستحق نہیں۔ تو یہ سمجھنا کہ

ایسے لوگوں کی فرضی قربانیوں

سے کوئی تغیر ہو سکتا ہے۔ محض اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے۔ جو شخص وقف کرتا ہے اس کو چاہیئے کہ سمجھ سوچ کر وقف کرے۔ اس کو کوئی شخص زندگی وقف کرنے کے لئے مجبور تو نہیں کرتا۔ لیکن جب وہ زندگی وقف کر دیتا ہے تو پھر اس کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ واریوں کو سمجھے۔ اور پھر اس سے زیادہ رونے کا مقام تو یہ ہے کہ جب ایسے لوگ اپنی جگہ سے بھاگ جاتے ہیں۔ تو جماعتوں کی جماعتیں ان کی سفارش کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ آپ تو بڑے رحیم کریم ہیں۔ نادان تھا غلطی ہو گئی آپ اسے معاف کر دیں۔ جو لوگ ان کی سفارش کرتے ہیں میں انکو عقلمند نہیں سمجھتا۔ میرے نزدیک یہ لوگ نادانی کی وجہ سے سفارش کرتے ہیں۔ ورنہ اگر ان کی سفارش کی تشریح کی جائے تو اس کے معنے یہی بنتے ہیں۔ کہ وہ دوسرے لفظوں میں اقرار کرتے ہیں کہ ہم بھی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے احکام کی عزت نہیں کرتے۔ اور ان کی ہمارے دل میں کوئی وقعت نہیں۔ جو شخص سفارش کرتا ہے گویا وہ اپنے منہ سے اقرار کرتا ہے۔ کہ میں اس

بھاگنے والے سے بڑھکر بے ایمان

ہوں۔ بھاگنے والا تو مجرم ہے۔ اس نے تو اپنے فعل سے اپنے اوپر بے ایمانی کی مہر ثبت کی۔ اور یہ سفارش کرنیوالا اس کی سفارش کر کے اس کی بے ایمانی میں شریک ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر

صحابہؓ کا نمونہ

ایسا پُر اخلاص اور ایسا شاندار تھا کہ اس کو پڑھ کر انسان کو وجد آجاتا ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ تبوک کے لئے تشریف لے گئے تو ایک صحابی سفر پر گئے ہوئے تھے۔ وہ کچھ عرصے کے بعد سفر سے واپس آئے تھے۔ اپنی جوان اور خوبصورت بیوی سے جدا رہنے کی وجہ سے ان کے دل میں محبت کے جذبات موجزن تھے گھر میں آئے تو اپنی بیوی کی طرف بڑھے کہ اسے گلے لگائیں۔ لیکن بیوی نے آگے سے دھکا دیا۔ وہ حیران ہوئے اور پوچھا کہ کیا بات ہے۔ بیوی نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ

خدا کا رسول تو خطرے میں ہے

اور تمہیں پیار کی سوجھ رہی ہے۔ بیوی کی یہ بات سن کر انہوں نے دوسری نظر بیوی کی طرف نہیں اٹھائی۔ بلکہ اپنا اسلحہ لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر لڑائی کے لئے روانہ ہو گئے۔ یہ لوگ تھے قربانی کرنے والے۔ اور اس کا نام ہے قربانی اور وفائے عہد۔ اس کے سامنے وقف زندگی کیا حیثیت رکھتا ہے۔ لاکھوں کی جماعت میں سے چار پانچ سو آدمیوں نے زندگیاں وقف کیں۔ اور ان میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو معمولی معمولی باتوں پر بھاگ جاتے ہیں کہ یہاں روٹی اچھی نہیں ملتی۔ یا مجھے ۳۵ روپے ملنے کی امید تھی لیکن مجھے ۳۰ دیئے جاتے تھے۔ ایسے لوگوں کی سفارش کر کے

اپنی بے ایمانی پر مہر

ثبت کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ مجھے رحیم کریم کہہ کر مجھ سے معافی لینا چاہتے ہیں۔ گویا میں رحیم کریم ہوں بے ایمانوں کے لئے اور ظالم ہوں خدا اور اس کے رسول کے لئے۔ دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری جماعت کی ترقی کا دارومدار وقف پر ہے لیکن ایسا وقف جو کہ کسی وقت اور کسی حالت میں پیٹھ دکھانے کو تیار نہ ہو۔ اور ہر احمدی کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی زندگی۔ اس کا مال۔ اس کے اوقات سب کے سب اسلام اور احمدیت کے لئے وقف ہیں۔ آخر میں نے وقف کی تحریک علیحدہ طور پر کیوں جاری کی۔ یہ مطالبہ کسی

نئی تحریک کی علامت

نہیں تھا بلکہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ میں جماعت کی قربانی پر حسن ظنی نہیں رکھتا۔ ورنہ بیعت کے بعد وقف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بار بار وقف کی تحریک کیا کرتے تھے۔ بلکہ آپ نے بیعت کو ہی کافی سمجھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ آپؐ نے بیعت کے وقت صحابہؓ کے چہروں سے نور ایمان دیکھ لیا۔ اس لئے آپ کو کسی نئے عہد کی ضرورت پیش نہ آئی۔ لیکن میں نے وہ نور ایمان تمہارے چہروں سے نہیں دیکھا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے چہروں سے دیکھا تھا۔ میں نے سمجھا کہ اگر میں تم کو یکدم قربانیوں کے لئے بلاؤں گا۔ تو تم میں سے کئی مرتد ہو کر بھاگ جائیں گے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ تم کو

آہستہ آہستہ قربانی کی عادت

ڈالوں۔ اور اس عادت کے پیدا کرنے کے لئے میں نے تم میں سے بعض کو چنا تاکہ وہ دوسروں کے لئے مثال بنیں۔ ان لوگوں میں سے بعض کمزور ثابت ہو گئے ہیں۔ بہت سے ثابت قدم بھی نکلے ہیں۔ لیکن اب جس قسم کا زمانہ آرہا ہے اس میں تھوڑے آدمیوں سے کام نہیں چل سکے گا۔ اس لئے یا تو جماعت وقف کے سلسلہ میں کثرت سے آگے آئے یا پھر جماعت کا ہر فرد اپنے آپ کو وقف سمجھے اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرے کہ میری بھلائی۔ میری ترقی۔ اور میرا آرام اس میں نہیں کہ میں زندہ رہ کر آرام سے دن بسر کروں۔ بلکہ

میری خوشی اور میری راحت

اس بات میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے اذن ملے تو میں اس کی راہ میں قربان ہو جاؤں ؂

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطبہ سے متاثر ہو کر ایک مخلص کا مکتوب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۱۳ ستمبر کا وہ ایمان افروز خطبہ آج کے اخبار میں شائع ہو رہا ہے جس میں جماعت احمدیہ کو بے نظیر اور بے مثال قربانیاں کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ سن کر مولوی عبد العزیز صاحب مبلغ ... نے جو اخلاص اور محبت سے پُر مکتوب حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کا ایک مختصر سا خلاصہ دینے سے قبل اس امر کا اظہار مناسب ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف تحریک جدید کے دفتر اول میں شامل ہیں۔ بارھویں سال کا چندہ ۶۴۸/- روپے وہ ابتدا ہی میں ادا فرما چکے ہیں۔ وہ پہلے سال سے بارھویں سال تک ہر سال باوجود بہت قلیل تنخواہ کے اڑھائی ماہ کی آمد سے بھی زیادہ ہی اضافہ دیتے چلے آ رہے ہیں۔ اور یہ خطبہ سن کر انہوں نے ایک سو روپیہ حضور کے پیش کیا۔ جسے حضور نے تحریک جدید میں عطا فرمایا۔ مکتوب کا خلاصہ یہ ہے :-

پیارے آقا! خادم نے پہلے بھی حضور کی تقریریں اور خطبات لوگوں سے سنے ہیں۔ ۱۳ ستمبر کا خطبہ حضور کی زبان مبارک سے خود اپنے کانوں سے سنا خادم تو حضور کی تعلیم کے مطابق تیسرے حصہ کی وصیت اور تحریک جدید میں شروع سے شامل ہے۔ الحمد للہ۔ اور تبلیغ کا کام دعوت و تبلیغ کے ماتحت مدت سے کرتا ہے۔ اپنے دل سے یہ عہد کیا ہوا ہے۔ کہ آئندہ سوائے تبلیغ احمدیت کے اور کوئی کام نہیں کرونگا۔ آج سے ایک ماہ قبل حضور کی خدمت میں اپنی وقف زندگی کی درخواست بھی پیش کر چکا۔ حضور جماعت کو مالی اور جانی قربانیاں کرنے کی بار بار تاکید فرماتے ہیں۔ اور فرمایا کہ جماعت نے بیعت کی غرض کو سمجھا ہی نہیں بیعت کے معنی اپنے آپ کو بیچ کر دینے کے ہیں جس کے بعد بندہ کا اپنا اختیار کوئی نہیں رہ جاتا جس وقت کسی کام کا حکم دیا جائے فوراً تیار ہو جائے۔ لہٰذا خادم نے بھی اپنی ضرورتوں کیلئے کوڑی کوڑی کر کے ایک سو روپیہ جمع کیا تھا۔ جو کسی مشکل یا بیماری یا بیکاری کے وقت اپنے جسم پر خرچ کرنے کا خیال تھا۔ مگر حضور کا یہ خطبہ سن کر حضور کے پیش ہے۔ جہاں چاہیں حضور خرچ فرمائیں۔ ۴۴۔

وصیتیں

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر میں اطلاع کر دے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۹۶۵۹ منکہ غلام محمد ولد چوہدری لکھا صاحب قوم گجر پیشہ کاشتکاری عمر ۴۴ سال بیدائشی احمدی ساکن کریم پور ڈاکخانہ ... تھانہ ... ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ... ۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اڑھائی کنال زمین جس میں عاجز کاشتکاری کرتا ہے۔ اس کی قیمت ۳۱۰/- روپے ہو گی۔ میرا گذارہ میری سالانہ آمد کاشتکاری ہے جو ۳۰۰/- روپے ہے میں اپنی جائداد یعنی زمین کے ۱/۱۰ حصہ کی اور اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہو گی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔

العبد: غلام محمد موصی نشان انگوٹھا۔

گواہ شد: رشید انجاز احمد انسپکٹر بیت المال

گواہ شد: محمد عیسیٰ امیر جماعت احمدیہ کریم پور

۹۶۴۳ منکہ سلیمہ بیگم زوجہ عبد القادر صاحب واقف زندگی قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ... ۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی وزنی ۵ تولہ۔ حق مہر بذمہ شوہر مبلغ ۵۰۰/- روپے نقدی ۳۰۰/- روپیہ میں اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میں کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ: سلیمہ بیگم بقلم خود دار الرحمت

گواہ شد: میر ضیاء اللہ برادر موصیہ

... اور خادم کے لئے دعا فرمائیں۔ ... دفتر اول کے بارھویں سال اور دفتر دوم کے سال دوم میں حصہ لینے والے احباب خیال کریں۔ کہ یہ سال قریب ختم کے آ گیا۔ اور تھوڑا سا وقفہ ہے۔ جن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۱۹ ستمبر امریکہ کے وزیر تجارت کے اعلان کیا ہے پریذیڈنٹ ٹرومین کے مشورہ سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک پیرس کانفرنس ختم نہیں ہو جاتی میں کوئی بیان نہیں دونگا یاد رہے کہ آپ نے گذشتہ دنوں ایک بیان میں امریکہ کی موجودہ خارجہ پالیسی کو تبدیل کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ جسے امریکہ کے سرکاری حلقوں میں ناپسند کیا گیا تھا۔

مدراس ۱۹ ستمبر۔ حکومت مدراس نے متعلقہ حکام کو ہدایت کی ہے کہ وہ قحط اور اشیائے خوردنی کی گرانی کی وجہ سے ایسے غرباء کے لئے مفت کھانا مہیا کرنے کا انتظام کریں جو قیمتاً نہیں خرید سکتے۔

نئی دہلی ۱۹ ستمبر۔ جناح ویول ملاقات کے متعلق گو انتہائی رازداری سے کام لیا جا رہا ہے۔ تاہم باخبر حلقے کافی پُر امید ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ کانگرس گروپنگ کی شرط کو من وعن مان لے گی۔ وہ نئی حکومت میں کسی نیشنلسٹ مسلمان کی نامزدگی پر بھی اصرار نہیں کرے گی۔ البتہ وہ اصولاً یہ منوانا چاہتی ہے کہ مسلمان ارکان کی نامزدگی محض لیگ کا حق نہیں ہے۔ اس وقت مسٹر جناح اور پنڈت نہرو اپنے اپنے رفقاء سے مشورہ کر رہے ہیں۔ دوسری جناح ویول ملاقات میں غالباً پوزیشن بالکل واضح ہو جائے گی۔

برلن ۱۹ ستمبر۔ روس کی ایک فوجی عدالت نے ایک ۱۷ سالہ نوجوان کو موت کی سزا دیدی ہے۔ کئی دیگر جرمن نوجوانوں کو بھی سنگین سزائیں دی جا رہی ہیں۔

احمد آباد ۱۹ ستمبر۔ شہر کے فرقہ وارانہ فساد میں دیسی بم بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ احمد آباد نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص خفیہ بم بنانے والوں کو گرفتار کرائے گا اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

لاہور ۱۹ ستمبر سونا ۹۸/۰/۰ چاندی ۱۶۵ پونڈ ۶۹ روپے۔ امرتسر سونا ۱۰۷/۸/۰ -

کراچی ۱۹ ستمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ سندھ اسمبلی کے جدید انتخابات ۲ دسمبر ۱۹۴۶ء کو ہوں گے۔ ووٹ شماری ۹ دسمبر تک جاری رہے گی۔

قاہرہ ۱۹ ستمبر۔ مصری حکام کو حاجی روانہ کرنے کے لئے کافی جہاز نہیں ملتے کیونکہ مصری جہازی کمپنی کے متعدد جہاز جنگ کے دوران میں غرق ہو چکے ہیں۔ اس سلسلے میں ہندوستانی جہازی کمپنیوں سے گفت وشنید کی جا رہی ہے۔

پٹنہ ۱۹ ستمبر۔ دریائے گانگو ہی گیا کے قریب ڈیڑھ دست طغیانی آگئی ہے پانی گیا کے شہر میں داخل ہو چکا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک سو اشخاص ہزاروں مویشی اور مکانات غرق آب ہو چکے ہیں۔ پٹنہ اور گیا کے درمیان گاڑیوں کی آمد ورفت بند کر دی گئی ہے۔

نئی دہلی ۲۰ ستمبر:۔ آج نئی عبوری حکومت کے ارکان کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں بارہ کے بارہ ممبر شامل ہوئے۔ وائسرائے ہند نے میٹنگ کی صدارت کی۔

نئی دہلی ۲۰ ستمبر:۔ سرکاری حلقوں سے تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ ابھی تک وائسرائے اور مسٹر محمد علی جناح کے درمیان ملاقات کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا۔ آج وائسرائے ہند سے والیان ریاست کے آئینی مشیر سر سلطان احمد اور اڑیسہ کے وزیر اعظم مسٹر ہری کرشن مہتاب نے ملاقات کی۔

نئی دہلی ۲۰ ستمبر:۔ اعلان کیا گیا ہے کل دو بجے دوپہر بھنگی بستی میں کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوگا۔ جس میں گاندھی جی بھی شریک ہوں گے۔

نئی دہلی ۲۰ ستمبر:۔ گذشتہ کئی روز سے آل انڈیا مسلم لیگ کی کمیٹی آف ایکشن کے اجلاس ہو رہے تھے۔ اب اگلا اجلاس منگل کو ہوگا۔ لیکن اکثر ممبر دہلی ہی میں مقیم رہیں گے۔ تاکہ اگر ضرورت ہوئی۔ تو منگل سے پہلے ہی اجلاس بلایا جا سکے۔ کمیٹی کے دو ممبر میاں محمد ممتاز دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں شریک ہونے کے لئے لاہور روانہ ہو گئے ہیں۔

کلکتہ ۲۰ ستمبر:۔ بنگال اسمبلی میں وزیر اعظم اور وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی دو تحریکوں پر آج رائے شماری ہوئی۔ وزارت کے خلاف تحریک ۱۳۱ اور ۸۷ آراء کے تناسب سے اور وزیر اعظم کے خلاف تحریک ۱۳۰ اور ۸۵ کے تناسب سے گر گئی۔ یورپین گروپ اور کمیونسٹ ممبر غیر جانبدار رہے:۔

نئی دہلی ۲۰ ستمبر:۔ اعلان کیا گیا ہے کہ ملک معظم نے مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو گیارھویں سکھ رجمنٹ کا آنریری کرنل مقرر کیا ہے:۔

بمبئی ۲۰ ستمبر:۔ وزیر اعظم بمبئی نے ایک تقریر میں کہا۔ میں نیشنل وار اکیڈمی کی تجویز کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کے ذریعے کافی تعداد میں ہندوستانی فوجی افسر ٹریننگ پا سکیں گے جو آزاد ہندوستان میں ملک کی فوجی خدمت کر سکیں گے۔

نئی دہلی ۱۹ ستمبر:۔ آل انڈیا فارورڈ بلاک کے نائب صدر نے کانگرس کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں ایک قرار داد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ چونکہ وزارتی مشن اور دستور ساز اسمبلی کا مقصد ہندوستانی کی قومی قوت کو تباہ کرنا ہے۔ اس لئے کانگرس کے ارکان کو عبوری حکومت سے فوراً علیحدہ ہو جانا چاہیئے۔

لائلپور ۱۹ ستمبر:۔ گندم درجہ ۱۰۵۰/۹ گندم ۵۹۱/- فارم ۱۴/۱/۹ نخود ۱۰/- گڑ ۷/-